میت کے ذمہ روزے باقی ہوں، تو کیا ولی اس کی طرف سے روزے رکھ سکتا ہے؟

ریفرنس نمبر: Nor.11507 تاریخ: 21-04-2021

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ مجھے میرے ایک دوست نے ایک پوسٹ بھیجی جس میں بخاری شریف کے حوالے سے لکھا تھا کہ جس شخص کا انتقال ہوا اور اس کے ذمے روزے باقی ہوں، تو میت کا ولی میت کی طرف سے روزے رکھے، برائے کرم یہ رہنمائی فرمادیں کہ کیا واقعی میت کی طرف سے روزے رکھے جاسکتے ہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

جس شخص کے ذمے روزوں کی قضا باقی ہو اور انہیں ادا کرنے سے پہلے وہ مر جائے، تو اس کی طرف سے کوئی اور روزہ ادا نہیں کر سکتا، کیونکہ روزہ بدنی عبادت ہے، اس میں نیابت نہیں ہو سکتی، جبکہ بخاری شریف کی جس حدیث میں میت کی طرف سے روزہ رکھنے کا ذکر ہے اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے شارحینِ حدیث نے وضاحت فرمائی ہے کہ اس حدیث میں روزہ رکھنے سے مراد فدیہ دینا ہے۔

بخاری شریف کی روایت ہے: ”عن عائشة رضی اللہ عنھا قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من مات وعلیہ صوم صام عنہ ولیہ“ یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو مر گیا اور اس پر روزے تھے، تو اس کی طرف سے اس کا ولی روزے ادا کرے۔

(صحیح بخاری، جلد1، صفحہ262، مطبوعہ کراچی)

اس روایت کے تحت عمدۃ القاری میں ہے: ”حجۃ اصحابنا الحنفیۃ ومن تبعھم فی ھذا الباب فی ان مات وعلیہ صیام لایصوم عنہ احد ولکنہ ان اوصی بہ اطعم ولیہ کل یوم مسکین نصف صاع من بر او صاعا من تمر او شعیر“ یعنی ہمارے حنفی اصحاب اور ان کے متبعین کی اس باب میں یہ دلیل ہے کہ جو شخص مر جائے اور اس کے ذمے روزے ہوں، تو کوئی اور اس کی طرف سے روزے نہیں رکھ سکتا، لیکن اگر مرنے والے نے وصیت کی ہو، تو میت کا ولی ہر دن کے بدلے مسکین کو نصف صاع گندم یا ایک صاع کھجور یا جَو دے گا۔ (عمدۃ القاری، جلد11، صفحہ59، مطبوعہ بیروت)

بخاری شریف کی روایت کی وضاحت کرتے ہوئے لمعات التنقیح شرح مشکوٰۃ المصابیح میں فرمایا: ”ذھب الجمھور الی

انه لایصام عنه وبه قال ابوحنیفة ومالک والشافعی فی اصح قولیه، واولوا الحدیث بان المراد اطعام الولی عنه وتکفیره عنہ "یعنی جمہور اس طرف گئے ہیں کہ میت کی طرف سے روزے نہیں رکھے جائیں گے، یہی قول امام اعظم ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی کے دو قولوں میں سے اصح قول ہے اوران علماء نے اوپر ذکر کردہ حدیث کی تاویل یہ بیان فرمائی کہ یہاں ولی کے روزہ رکھنے سے مراد ولی کا میت کی طرف سے کھانا کھلانا اور کفارہ دینا ہے۔

(لمعات التنقیح شرح مشکوۃ المصابیح، جلد4، صفحہ465، مطبوعہ لاھور)

مرقاۃ المفاتیح میں ہے:"صام ای : کفرعنه ولیه قال الطیبی تاویل الحدیث انه یتدارک ذلک ولیه بالاطعام فکانه صام"یعنی ایسے شخص کی طرف سے اس کا ولی روزے رکھے یعنی کفارہ دے، علامہ طیبی نے کہا حدیث کی تاویل یہ ہے کہ اس کا تدارک میت کا ولی کھانا کھلا کر کرے گا، گویا کہ اس نے میت کی طرف سے روزہ رکھا۔

(مرقاۃ المفاتیح، جلد4، صفحہ282، مطبوعہ ملتان)

مرآۃ المناجیح میں ہے:"جس شخص پر رمضان یا نذر کا روزہ قضا ہو گیا پھر اسے قضا کرنے کا موقع ملا، مگر قضا نہ کیا کہ مر گیا، تو اس کا ولی وارث اس کی طرف سے روزہ ادا کر دے۔ امام احمد کے ہاں اس طرح کہ روزے رکھ دے اور باقی تمام اماموں کے ہاں اس طرح کہ روزوں کا فدیہ دے دے چند وجہوں سے: ایک یہ کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ﴾ جو روزہ کی طاقت نہ رکھیں ان پر فدیہ ہے اور میت بھی اب طاقت نہیں رکھتا۔ دوسرے یہ کہ خود حدیث شریف میں صراحةً وارد ہوا کہ:"الا لایصومن احدٌ عن احد و لا یصلین احد عن احد"کوئی کسی کی طرف سے نہ روزہ رکھے نہ نماز پڑھے، جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ تیسرے یہ کہ خود صحابہ کرام کا فتویٰ یہ رہا کہ میت کی طرف سے روزوں کا فدیہ دیا جاوے روزہ رکھا نہ جائے، دیکھو مرقات۔ چوتھے یہ کہ قیاس شرعی بھی یہی چاہتا ہے کیونکہ نماز بمقابلہ روزہ زیادہ اہم اور ضروری ہے، مگر میت کی طرف سے کوئی نمازیں نہیں پڑھتا، تو روزے کیسے رکھ سکتا ہے، محض بدنی عبادت خود ہی کرنی پڑتی ہے دوسرے سے نہیں کرائی جاتی۔"

(مرآۃ المناجیح، جلد3، صفحہ177، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاھور)

واللہ اعلم عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــہ

مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری مدنی

08رمضان المبارک1442ھ/21اپریل2021ء

دار الافتاء اہلسنت
daruliftaa@dawateislami.net

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج daruliftaahlesunnat/ اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جاسکتی ہے